Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-1 Issue-2 (July-December, 2023)

ISSN: (2311-6552)

Published:
December 31, 2023

The Effectiveness of the Biography of the Prophet for Every Era Research and Critical Review

ہر عہد کے لیے سیرتُ النبی ﷺ کی اثر پذیری کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

Dr. Naeem Anwar Al-Azhari
Assistant Professor, Government College University Lahore.

Abstract

The biography of the Prophet Muhammad (peace be upon him) has been a subject of scholarly interest and spiritual guidance for centuries. This research critically reviews the effectiveness of the biography of the Prophet for every era, analyzing its relevance and impact across different historical and cultural contexts. Through a comprehensive examination of primary sources, secondary literature, and contemporary perspectives, this study explores how the biography of the Prophet continues to serve as a guiding light for individuals and communities worldwide. It investigates the enduring relevance of the Prophet's life lessons, ethical teachings, and socio-political principles in addressing contemporary challenges and shaping personal and collective behavior. Moreover, it assesses the adaptability of the Prophet's biography in fostering interfaith dialogue, promoting social justice, and nurturing spiritual growth in diverse global contexts. By synthesizing historical analysis with contemporary insights, this research contributes to a deeper understanding of the transformative potential of the Prophet's biography in navigating the complexities of modern life. It also highlights the importance of scholarly engagement and critical interpretation in ensuring the authenticity and applicability of the Prophet's teachings across different cultures.

Keywords: biography, relevance, impact, contemporary, ethical teachings, socio-political principles, interfaith dialogue

ایک اچھی سیرت کی تشکیل بھی انسان کی ہر دَور میں ایک ضرورت رہی ہے۔ انسان اپنے سے اعلیٰ افراد کی سیرت کو ہر عہد میں اپناتا رہا ہے اور اس کی نقل کرتا رہا ہے۔ عصرِ حاضر کے انسان کا بھی سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ اس کی سیرت ایسی ہو جو انسانوں کے لیے نہ صرف قابلِ قبول ہو بلکہ قابلِ عزت و قابلِ احترام بھی ہو۔ ہمیں انسانی سیرت کی تاریخ میں ایک ہی ذاتِ اقدس کی سیرتِ کامل اور اَکمل نظر آتی ہے، جن کی سیرت کی اتباع و پیروی کے لیے باری تعالیٰ قرآن میں صریح حکم دیتا ہے اور آپ ﷺ کی سیرت کو "اُسوہ حسنہ" قرار دیتا ہے۔ اسی "اُسوہ حسنہ" رکھنے والی سیرت کو زیرِ بحث لایا جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ طیبہ اپنے ظہور سے لے کر ہر عہد کے انسان کی سیرت سازی کے لیے ایک بنیادی ضرورت رہی ہے۔ انسان اپنی آفرینش کے بعد ہی سے اپنی تشکیلِ سیرت کے لیے طرح طرح کے جتن کرتا رہا ہے۔ ہر دَور کے انسان نے اپنے سامنے جدا جدا انسانوں کو اپنے لیے ایک رول آف ماڈل (*Role Of Model*) بنایا ہے، لیکن انسان کا خود ساختہ ماڈل اس کی شخصیت و سیرت کے حوالے سے اس کی جملہ ضروریات کو پورا نہ کر سکا۔ انسان اپنی ہی ذات کی تعمیر کے لیے ایک اُسوہ کی تلاش میں سر گرداں رہا اور تلاش و جستجو کا یہ سلسلہ جاری رہا، تاوقتیکہ باری تعالیٰ نے اپنی بارگاہ سے اپنی ربوبیت کا شاہکار خاتم النبیین، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس کی صورت میں مبعوث کیا، تو اب اس رسول ﷺ کی سیرت کو دنیا کے تمام انسانوں کے لیے ایک نمونہ کمال بھی بنا دیا۔ اس سیرت کو "اُسوہ حسنہ" کا اعزاز عطا کیا، اس سیرت رکھنے والے رسول کو انسان کامل کا درجہ دیا، اس کی سیرت کو تمام انسانوں کے لیے قابلِ عمل اور قابلِ تقلید ٹھہرایا اور اس سیرت اقدس پر ہر انسان کو اپنی سیرت تشکیل دینے اور اپنی عادات و خصائل کو استوار کرنے کا حکم دیا۔ اس سیرت کے تمام گوشوں کو عظیم اور ارفع بنایا اور انسانوں کے حق میں اس سیرت کو واجب الاطاعت اور واجب الاتباع بنایا اور اس کا حکم قرآن حکیم میں یوں دیا:

وَاِنۡ تُطِيۡعُوۡهُ تَهۡتَدُوۡا (1)

"اگر تم اس (رسولِ مکرم ﷺ) کی اطاعت کرو گے تو تم ہدایت پا جاؤ گے۔"

اسی طرح دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

وَاتَّبِعُوۡهُ لَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ (2)

"اس (رسول مکرم ﷺ) کی اتباع کرو تا کہ تم ہدایت پا جاؤ۔"

ان دونوں آیاتِ کریمہ کا نفس مضمون یہ ہے کہ اطاعتِ رسول اور اتباعِ رسول کو لازم پکڑو اور اس کا نتیجہ ہدایت ہے۔ سوال یہ ہے کہ اطاعتِ رسول ﷺ کیا ہے؟ اور اتباعِ رسول کیا ہے؟۔۔۔ اطاعتِ رسول ﷺ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ہر قول، ہر فعل اور ہر خلق کو اپنی عادت اور سیرت بنایا جائے اور انسان کا ظاہر اطاعتِ رسول ﷺ کا مکمل پیکر دکھائی دے۔ اتباعِ

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-1 Issue-2 (July-December, 2023)
ISSN: (2311-6552)

رسول ﷺ یہ ہے کہ انسان اپنے قول، فعل اور خلق میں رسول اللہ ﷺ کی سیرت میں ڈوب جائے اور ان سب چیزوں کو دل کی اتھاہ گہرائیوں کے ساتھ اپنی زندگی کے جملہ معاملات کو سیرت کے تابع کر دے۔

''اطاعت''اور ''اتباع''کا مفہوم:

اطاعت کا مظہر انسان کا ظاہر ہے اور اتباع کا مظہر انسان کا باطن ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی پیروی، اطاعت اور جذبے کے ساتھ ہو تو اس کا نتیجہ ہدایت ہی ہدایت ہے، اس کا صلہ نجات ہی نجات اور اس کا حاصل دنیا و آخرت میں کامیابی ہی کامیابی ہے۔ اس لیے آپؐ نے اپنی ذات اور اپنی سیرت کو ''احسن الھدی''یعنی سب سے بہترین ہدایت اور سب سے بہترین راہنمائی قرار دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

فان احسن الحدیث کتاب اللہ و احسن الھدی ھدی محمد ﷺ(3)

''بے شک سب سے بہتر کلام اللہ کی کتاب ہے اور سب سے بہتر راستہ و ہدایت محمد ﷺ کا راستہ ہے۔''

رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس کو باری تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے بالخصوص اور تمام بنی نوع انسان کے لیے بالعموم برہان بنا دیا ہے۔ اس کے لیے سورۃ النساء میں ارشاد فرمایا:

يَاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَ كُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ (4)

''اے لوگو! بے شک تمہارے پاس تمہارے ربّ کی جانب سے (ذاتِ محمدی ﷺ کی صورت میں ذاتِ حق جل مجدہٗ کی سب سے زیادہ مضبوط، کامل اور واضح) دلیلِ قاطع آ گئی ہے۔''

امام راغب اصفہانیؒ بیان کرتے ہیں کہ ''برہان کیا ہے؟''۔۔۔پھر وہ اس کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ ''برہان''اس پختہ تر دلیل کو کہتے ہیں جس کے بعد کسی اور دلیل کی حاجت نہ رہے۔ وہ دلیل رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے ذریعے ظاہر ہوتی ہے۔ گویا آپؐ کی سیرت ایک ایسی سیرت ہے جو تمام انسانوں کے لیے کافی و شافی ہے۔ اس سیرت میں تمام انسانی ضرورتوں کو پورا کر دیا گیا ہے۔

محمد رسول اللہ ﷺ، اللہ کے دین کی برہان ہیں:

امام خازن اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

قطع بہ عذر جمیع الخلائق (5)

''اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی حجتِ قاطعہ بنایا ہے جس سے تمام مخلوقات کے سوالات و اعتراضات کا حتمی جواب دے دیا ہے۔''

گویا باری تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی سیرت کو حجتِ قاطعہ، دلیلِ ناطق، اُسوۂ کامل، ہدایتِ احسن، نمونۂ اکمل اور اپنی

ربوبیت کا شاہکار بنایا ہے۔ نیز اپنی حسنِ تخلیق اور حسنِ صفات کا مرقع بنایا ہے اور ساری انسانیت کے لیے ایک رول آف ماڈل بنایا ہے۔انسانیت کی فوز و فلاح اور نجات و کامیابی، رسول اللہ ﷺ کی پیروی و اطاعت اور آپ ﷺ کی تقلید و اتباع میں ٹھہرائی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا فیضان اور پیغامِ اقراء کا تسلسل:

وہ رسول معظم ﷺ مکہ میں اپنے ظہورِ رسالت کے ذریعے ساری انسانیت کے لیے کچھ رسالاتِ ربّی لے کر آیا، انسانوں کے لیے ربّ کی بارگاہ سے پیغام لے کر آیا۔ان رسالاتِ ربی اور ان پیغاماتِ ربی کے تحت ایک حکم ''اقراء'' کے ذریعے لایا ہے کہ جو بھی اس دین میں داخل ہو، اس کا پہلا عمل '' اقراء'' ہو، جو بھی اقرارِ توحید کرے، اس کا پہلا وظیفہ ''اقراء''ہو، جو بھی دامنِ رسالتِ مآب ﷺ کے ساتھ وابستہ ہو، اس کا پہلا شعار '' اقراء''ہو اور جو دینِ اسلام کے ساتھ اپنی ایمانی وابستگی کا اظہار کرے، اس کا اوّل وظیفۂ حیات بھی ''اقراء''ہو۔

اقراء، اہل ایمان اور اہل اسلام کے لیے ایک لازمی خصلت ٹھہری۔ ہر مسلمان جب تک دن میں پانچ مرتبہ اقراء کے وجوبی عمل سے نہ گزرے، وہ رسول اللہ ﷺ کا مطیع، امتی اور اللہ کا فرماں بردار بندہ نہیں ٹھہرتا۔آپؐ کے منصبِ نبوت و رسالت کا مرکزی اور محوری نکتہ بعثت سے لے کر وصال تک، ایک الوہی فرض کی صورت میں اقراء ہی رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اقراء کے اس عمل کو الوہی ہدایت کے تحت اپنے قریبی لوگوں سے شروع کیا۔ پہلے گھر والوں کو اقراء کے عمل میں شریک کیا، پھر قریبی دوستوں کو، اور پھر سارے اہل مکہ کو اقراء کے عمل میں شریک کیا۔ دارِ ارقم کو اقراء کے وظیفے کے لیے مرکز بنایا گیا، اقراء کا عمل جن ذہنوں اور دلوں میں قرار پکڑتا گیا، وہ حکمِ رسول ﷺ کے مطابق اتباع و اطاعت میں ڈھل کر '' اقراء'' کے مشن کے مبلّغ بن گئے۔

مکی اور مدنی زندگی میں ''اقراء'' کا وظیفہ:

رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں 13 سال '' اقراء'' کا وظیفہ جاری کیا۔ پھر حکم ربی کے مطابق مدینہ میں '' اقراء'' کا وظیفہ جاری کیا۔ رسول اللہ ﷺ کا سفر ہو یا حضر، خلوت ہو یا جلوت، اجتماع عام ہو یا اجتماع خاص، چند افراد ہوں یا زیادہ، اقراء کا یہ عمل بغیر کسی قید، بغیر کسی تقاضے اور بغیر کسی تکلف کے ہر حال میں جاری رہا اور جو بھی آپ کی مجلسِ اقراء میں آتا اس کے لیے لازمی حکم یہ تھا کہ بلغوا عنی ولو آیة (میری ایک ایک بات کو (غیر موجود اور غیر حاضر تک) پہنچا دو)۔

پہنچانے کے اس عمل میں زمانے کی قید نہیں، یوں رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد گرامی نے اپنی امت کے تمام زمانوں کے لوگوں کو اپنی مجلسِ اقراء کا ایک فرد بنالیا۔ ان سب کو اپنے اس حکم کی نسبت سے اپنی مجلس اقراء کا ایک لازمی رکن بنالیا۔ جس جس تک یہ حکم پہنچا، اس نے یوں ہی محسوس کیا جیسے رسول اللہ ﷺ اسے یہ حکم اپنی حیات ظاہری کی مجلس میں دے

Research Journal MA'ARIF-E AULIYA
Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-1 Issue-2 (July-December, 2023)
ISSN: (2311-6552)

رہے ہیں۔اس نے ایمان ویقین کی بنا پر اور عقیدہ فکر کی بنا پر یہی سمجھا۔"بلغوا عنی ولو آیۃ" کا حکم جس طرح صحابہ کرامؓ کے لیے لازمی اور وجوبی تھا، ہمارے لیے بھی اسی طرح لازمی اور وجوبی ہے۔اس تصور نے "اقراء" کے عمل کو زمانوں اور جگہوں کی قید کے بغیر امت مسلمہ میں ایک مستقل دائمی خصلت کے طور پر جاری کر دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کے اُمت پر اثرات:

اسی حقیقت کا اعتراف Robert Gulick میں Muhammad;The Educator یوں کرتا ہے:

"The words attributed to Muhammad must assuredly have stimulated and encouraged the great thinkers of the Golden age of Islamic civilization."

"محمد ﷺ کے ان ارشادات کا بہت گہرا اور مفید اثر مسلمانوں پر مرتب ہوا اور ان ارشادات نے اسلامی تہذیب کے سنہری دَور کے عظیم مفکرین پر نہایت گہرا، صحت منداور بہت بڑا اور راہنما اثر ڈالا ہے۔"

یہی وجہ ہے کہ بلاذری "فتوح البلدان" میں لکھتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو منصبِ نبوت پر فائز کیا گیا اور آپ ﷺ نے اپنی رسالت و نبوت کا اعلان کیا تو اس وقت مکہ کی تعلیمی حالت یہ تھی کہ پورے مکہ کے شہر میں صرف 10 سے 15 افراد لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان صحرا نشینوں کو اور علوم و فنون کے ان نابلدوں کو اس طرح علم کی روشنی عطا کی کہ یہ ساری دنیا کو علم کی روشنی دینے والے بن گئے۔قرآن مجید، رسول اللہ ﷺ کے طریق تعلیم کو بیان کرتا ہے:

وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ (6)

"اور تمہیں کتاب کی تعلیم دیتا ہے اور حکمت و دانائی سکھاتا ہے، اور تمہیں وہ (اسرارِ معرفت و حقیقت) سکھاتا ہے جو تم نہ جانتے تھے۔"

رسول اللہ ﷺ نے رسالتی اور نبوتی منصب کو معلمیت کے فریضے کے ساتھ ادا کیا ہے۔اس لیے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: **انما بعثت معلما** (یعنی مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے)، گویا انسانوں میں سب سے بڑا منصبِ نبوت و رسالت، اپنے اندر معلمیت کی سیرت و خصلت رکھتا ہے۔انسانوں میں سے ہر ذمہ داری کو بطریق احسن معلمیت کے جذبے اور طریقے سے ادا کیا جا سکتا ہے۔رسول اللہ ﷺ کے علم اور فروغ علم اور ترویج علم کے باب میں بے شمار ارشادات نے اس امت اور قوم مسلم کو علم کے حصول اور علم کے فروغ اور علم کی ترویج میں مشغول رکھا ہے۔

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-1 Issue-2 (July-December, 2023)
ISSN: (2311-6552)

علمی ترقی کے لیے راہنما اصولِ سیرت:

مسلمانوں کی علمی ترقی کے تناظر میں ہم تاریخ کے اوراق میں جابجا دیکھتے ہیں کہ سارا کچھ رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا زندہ فیضان ہے، فیضان ایسا جاری ہوا ہے جو کہ قیامت تک جاری رہے گا۔ ہم مسلمانوں کی علمی ترقی کے باب میں دیکھتے ہیں اور مسلمانوں کی وہ ترقی جو "اقراء" کے قرآنی پیغام کے ساتھ شروع ہوئی، جس کے ذرائع **افلا یتفکرون** اور جس کے طرق **افلا یتدبرون** تھے اور جس کا ذریعہ و طریقہ **علم بالقلم** تھا اور جس کا جذبہ **علم الانسان مالم یعلم** تھا اور جس کے لیے روشنی **ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون** تھی اور جس رسولِ معظم ﷺ کے اسوہ و سیرت میں دنیوی چیزوں کے حصول میں مال ترجیح نہ تھا، بلکہ علم ترجیح تھا۔ اس لیے غزوہ بدر کے قیدیوں سے رہائی کے لیے چار ہزار درہم فی قیدی کی خطیر رقم چھوڑ دی اور اس کے بدلے میں مدینہ کے دس دس مسلمان بچوں کو ہر ہر قیدی پڑھادے، چار ہزار درہم کی بجائے زیادہ محبوب اور پسندیدہ قرار پایا۔ تو اب یہ کیسے ممکن تھا کہ علم کی یہ شمع جسے رسول اللہ ﷺ نے خود اپنی امت میں جلایا ہے، کوئی اسے کیسے بجھا سکتا تھا۔ اس علم کی شمع کو مزید جلنا تھا اور اپنی روشنی سے پورے عالم کو منور کرنا تھا۔ اس لیے مسلمان جہاں جہاں گئے، وہ علم کو فروغ دیتے گئے، ترویج علم کی سرپرستی کرتے گئے اور بلا امتیاز ہر انسان کو علم کے زیور سے آراستہ کرتے گئے۔

ترویج علم کے لیے عملی اقدامات:

علم کی یہ شمع مکہ و مدینہ سے جلتی ہوئی کوفہ و بغداد میں آتی ہے اور پھر تمام بلادِ اسلامیہ میں پھیلتی چلی جاتی ہے اور صدیوں کا سفر کرتے ہوئے جب مسلمانوں کے شہری دَور قرطبہ واندلس پہنچتی ہے تو مسلمانوں کی علمی ترقی کی اس شمع کی روشنی کا یہ عالم تھا کہ **Sir Thomas Arnold** کے مطابق اور ان کی کتاب **The Legacy of Islam** کے موافق:

> **"Cordova in tenth century was the most civilized city in Europe, the wonder and admiration of the world.... It contained seventy libraries."**
>
> "دسویں صدی میں قرطبہ یورپ کا مہذب ترین اور متمدن شہر بن چکا تھا اور یہ دنیا کے قابل تحسین اور حیران کن عجائب میں شامل تھا اور اس وقت اس شہر میں 70 لائبریاں فروغ علم کے لیے موجود تھیں۔"

اسی حقیقت کو **E.Rosen Thal** اپنی کتاب **Islamic Culture** میں بیان کرتا ہے:

> **"In Muslim days, Cordova was the center of European civilization and one of the greatest seats of learning in the world." (7)**

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-1 Issue-2 (July-December, 2023)
ISSN: (2311-6552)

"اسلامی دورِ حکومت میں قرطبہ یورپی تہذیب کا مرکز تھا اور پوری دنیا میں علم و دانش کا عظیم ترین امر کز تھا۔"

بغیر تعصب کے تعلیم و تدریس:

آج کے جدید یورپ کی بنیاد قرطبہ اور اندلس تھے۔ مسلمانوں نے علم کے فروغ میں کسی تعصب سے کام نہ لیا۔ ان کے پاس جو بھی پڑھنے اور سیکھنے کے ارادے سے آیا، انہوں نے بلا تفریق نسل و مذہب، علاقہ و زبان، رنگ و ذات سب کو علم سکھایا۔ پڑھانے اور سکھانے میں ان کی نظر میں کوئی مذہبی تفریق نہ تھی۔ جو علم ایک مسلمان کو سکھاتے وہی ایک یہودی اور عیسائی کو بھی سکھاتے تھے۔ علم کے باب میں انسانوں کے درمیان کسی قسم کی کوئی تفریق نہ کرتے تھے۔ اس لیے C.H.Haskins، اپنی کتاب Studies in the History of Medical Science میں بیان کرتا ہے کہ:

"یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ سپین کے عرب ہی مغربی یورپ کے تمام جدید علوم و فنون کا ایک بنیادی سرچشمہ اور منبع تھے۔"

یورپ کی ترقی کا سبب جدید علم و فنون ہیں:

یورپ کی جدید ترقی کے احوال لکھنے والے جب اپنی غیر جانبداری کی کیفیات کی طرف آتے ہیں تو ایک نہیں متعدد بار برملا اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ یورپ میں علم کی روشنی مسلمانوں سے آئی ہے اور یورپ کو جدید یورپ اس کے علوم و فنون نے بنایا ہے اور یورپ میں آنے والے یہ علومِ جدیدہ مسلمانوں کے توسط سے ہی آئے ہیں اور مسلمان ہی ان جدید علوم و فنون کی بانی اور مؤسس تھے۔ اس لیے جب ہم تاریخ کے اوراق کی ورق گردانی کرتے ہیں تو ہر غیر جانبدار مؤرّخ اور محقق ***H.E Barnes*** کے ساتھ ہمنوا ہوتے ہوئے یوں اظہار کرتا ہے:

"In many ways the most advanced civilization of the Middle Ages was not a Christian culture at all, but rather the civilization of the people of the faith of Islam." (8)

"بہت سے ذرائع سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ درمیانی صدیوں میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ تہذیب و ثقافت ہر گز ہر گز عیسائی ثقافت و تہذیب نہ تھی بلکہ یہ ترقی یافتہ تہذیب و ثقافت اسلامی عقیدہ رکھنے والی اقوام کی تھی۔"

مسلمانوں کے علمی ترقی کے مناظر:

مسلمانوں کی اس ترقی اور ان کی ثقافت و تہذیب کی بلندی کا راز فروغ علم اور حصولِ علم میں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان

کے ایک چھوٹے سے شہر میں سینکڑوں سکول ہوتے تھے۔ صرف سسلی (*Sicily*) شہر میں 600 (چھ سو) پرائمری سکول اس وقت موجود تھے۔ "جامعہ نظامیہ بغداد" پانچویں صدی سے نویں صدی تک دنیا کی عظیم ترین یونیورسٹی رہی ہے جس میں ہر وقت ہزاروں (تقریباً چھ ہزار) طلباء علم حاصل کرتے تھے۔ ان ہی تعلیمی اداروں سے نکلنے والوں نے علم کی شمعیں مزید جلائیں اور یہ کسی نہ کسی علم کے بانی اور موسس ٹھہرے اور پھر ان کی کتابیں دنیا بھر میں اور بالخصوص یورپ کی یونیورسٹیوں میں پڑھائی جاتی رہی ہیں۔

مختلف علوم، نامور مؤسسین و موحدین:

اگر آپ مسلمانوں کی علمی ترقی کے باب میں ان کے نام اور خدمات کو جاننا چاہیں تو تاریخ ہماری یوں راہنمائی کرتی ہے۔

ایک نام "ابن الہیثم" کا ہے جس کی خدمات Astronomy اور Astrology میں ناقابل فراموش ہیں۔ اس نے فزکس کے دامن کو علم سے بھر دیا ہے اور اسی نے ہی جدید نظریہ بصارت دیا ہے کہ روشنی آنکھ سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ باہر کی شعاعیں Rays آنکھوں کو روشن کرتی ہیں۔ یہ جدید Optics کا بانی ہے۔

الخوارزمی حساب، الجبراء اور جیومیٹری میں بڑا نام رکھتا ہے اور اس کا نام اس علم کے موسسین میں آتا ہے۔ اپنی کتابِ حساب "الجبر والمقابلہ" کے ذریعے زندہ و تابندہ ہے اور اس کی یہ کتاب سولہویں صدی تک یورپ کی یونیورسٹیوں میں پڑھائی جاتی رہی ہے۔

اسی طرح المراکشی نے 70 کے قریب کتابیں لکھ کر Mathematics میں ناقابل فراموش خدمات سرانجام دی ہیں اور صفر کا تصور Math میں مسلمانوں نے ہی متعارف کرایا ہے۔ الدینوری نے Botnay میں قابل فخر خدمات سرانجام دی ہیں۔ اس نے کتاب "النباتات" چھ جلدوں میں لکھی ہے جسے علم النباتات (Botnay) میں انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت حاصل ہے۔

ابوالقاسم الزھراوی اور المجوسی نے طب کی دنیا میں عظیم خدمات سرانجام دی ہیں۔ ابوالقاسم الزھراوی نے طب میں کتاب "التصریف" لکھی ہے اور المجوسی نے کتاب "الملیکی" لکھی ہے جو انسانی جسم میں شریانوں کے پیچیدہ معاملات کو واضح کرتی ہے۔

ابن البیطار نے عام ادویات "Collection of simple drugs" کے نام سے کتاب لکھی ہے۔ جس میں 1400 ادویات (Medicines) کا ذکر ہے۔

اسی طرح ابن الرشد نے "الکلیات" کے نام سے Medical کے حوالے سے کتاب لکھی ہے۔ یہ کتاب بھی یورپ کی یونیورسٹیوں میں داخلِ نصاب رہی ہے۔ ابن زہر کا ادویات میں بہت بڑا نام ہے۔ علی بن عیسیٰ وہ پہلا شخص ہے جس نے

سرجری سے پہلے مریض کو بے ہوش کرنے کا طریقہ ایجاد کیا ہے۔ جابر بن حیان کی کتابیں کیمسٹری کے باب میں یورپ کے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھائی جاتی رہی ہیں اور اس علم کے موسس امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اور خالد بن یزید ہیں۔ جابر بن حیان، امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا شاگرد ہے۔ اس نے کیمسٹری کے دنیا میں انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔

مسلمانوں کی علمی ترقی کی اساس:

اب ذہن میں یہ سوال آسکتا ہے کہ مسلمانوں میں یہ علمی ترقی کیسے اور کیونکر ہوئی اس کے بڑے بڑے اسباب محرکات اور عوامل کیا تھے؟

اس حوالے سے یہ بات ذہن نشین رہے کہ مسلمانوں کی اس علمی ترقی کا سب سے بڑا سبب اور سب سے مؤثر عامل اور سب سے بڑی وجہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا فیضان تھا اور آپ ﷺ کے وہ فرامین تھے جو جدید سائنس و ٹیکنالوجی کی بنیاد بنے۔ ان ہی فرامین وارشادات کو پیش نظر رکھتے ہوئے مسلمان علم و ترقی میں مشغول ہوئے اور جدید دنیا کی جدید سائنس و ٹیکنالوجی کے بانی اور موسس بنے۔ ان ہی میں سے چند یہ ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سیکون فی آخر امتی رجال یرکبون علی المیاثر بدل السروج العظام۔(9)

''عنقریب میری امت کے دورِ اواخر میں لوگ گوشت پوست اور ہڈیوں کے جانوروں کی بجائے دوسری سواریوں (یعنی موٹر گاڑیوں) پر سفر کریں گے۔''

رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد گرامی نے اہل علم کو Mechanical Technology کی طرف راہنمائی دی ہے۔ آج رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد ایک عملی حقیقت بن گیا ہے۔ آج کا انسان سفر کے لیے موٹر گاڑیوں اور ہوائی جہازوں کو استعمال کر رہا ہے۔

عصر حاضر کی ترقی، رسول اللہ ﷺ کی نظر میں:

اسی طرح حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

والذی نفسی بیدہ لا تقوم الساعۃ حتی تکلم السباع الانس و حتی تکلم الرجل عزب سوطہ و شراک نعلہ و تخبرہ فخذہ بما احدث اھلہ بعدہ (10)

''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ ٔقدرت میں میری جان ہے! قیامت اس وقت تک بپا نہ ہوگی جب تک بہائم (تفتیشی کتے اور دیگر جانور) عصا کے دستے اور جوتوں کے تسمے جیسی چیزیں انسانوں سے ہمکلام نہ

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-1 Issue-2 (July-December, 2023)
ISSN: (2311-6552)

ہو جائیں اور اسی طرح اس کے پیچھے گھر کی چیزیں اسے یہ خبر نہ دیں کہ اس کی غیر موجودگی میں گھر والے کیا کچھ کرتے رہے ہیں۔"

یہ حدیث مبارکہ رسول اللہ ﷺ کے فصیح و بلیغ بیان کے ذریعے کہ جن سے آپ ﷺ مخاطب ہیں، وہ بھی سمجھ لیں اور بعد میں آنے والے بھی سمجھ لیں، تلمیحاتی الفاظ و کلمات کے ساتھ رسول اللہ ﷺ چودہ سو سال قبل آج کے حالات کا جائزہ لے رہے ہیں۔ اپنی نگاہِ نبوت سے دیکھ کر ان چیزوں کا ذکر کر رہے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی نگاہ میں تمام چیزوں کا عیاں ہونا:

یہ ساری چیزیں آپ ﷺ پر عیاں تھیں اسی وجہ سے حضرت عمر فاروقؓ بیان کرتے ہیں:

عن عمر رضی اللہ عنہ قال قام فینا النبی ﷺ مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اهل الجنة منازلهم واهل النار منازلهم حفظ ذالک من حفظه ونسیه من نسیه۔(11)

"حضرت عمر فاروقؓ ذکر کرتے ہیں کہ ایک روز رسول ﷺ ہمارے درمیان قیام فرما ہوئے، ہمیں ابتدائے خلق و تخلیق سے لے کر روز قیامت اہل جنت کے جنت میں داخل ہو جانے اور اہل دوزخ کے دوزخ میں داخل ہو جانے تک سب کچھ بتا دیا۔ پس اس بیان کو جس نے جس قدر یاد رکھا اسے یاد رہا اور جس نے جو کچھ بھلا دیا سو وہ بھول گیا۔"

اسی طرح ابو زید انصاریؓ اور ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے:

فحدثنا (واخبرفیها) بما کان وبما هو کائن الی یوم القیامة فاعلمنا احفظنا۔(12)

"بس رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بیان فرما دیا اور ہمیں بتا دیا جو کچھ پہلے ہو چکا تھا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا، سو ہم میں زیادہ عالم وہی ہے جس نے اسے زیادہ یاد رکھا۔"

کلماتِ حدیث کے عصری اطلاقات:

اس بنا پر مذکورہ بالا حدیث مبارکہ میں "بهام" سے مراد "تفتیشی کتے" اور دیگر جانور ہیں اور وہ آلات ہیں جو انسان کو مختلف معلومات دیتے ہیں۔ "عذب سوطه" سے مراد عصا کا دستہ، وہ آج کے موبائل فون ہیں جو "عذب سوطه" کی کامل شکل ہیں جو پل پل انسان کو خبریں دے رہے ہیں اور انسان ان کے ذریعے لحہ بہ لحہ خبریں لے بھی رہا ہے اور اسی طرح "شراک نعله" کے ذریعے انسان کے وجود کے ساتھ چمٹی رہنے والی چیزیں تسموں کی طرح ہر وقت اس کے ساتھ رہنے والی چیزیں اور تمام آلات خواہ وہ لیپ ٹاپ کی صورت میں ہوں یا کسی بھی ٹیکنالوجی کی صورت میں، جن کا مقصد انسان کو ہر لحہ باخبر رکھنا ہے۔ وہ سب کی سب اس

میں شامل ہیں اور اسی طرح "تحبر فخذہ بما احدث اھلہ" گھر میں تمام سائنسی آلات، کلوز سرکٹ TV، کیمرے اور تمام جدید آلات ان کے تحت آجاتے ہیں جو انسان کی لحہ بہ لحہ اطلاعات دیتے رہتے ہیں۔

عصرِ حاضر کی "گلوبل ویلیج دنیا" کی حدیثِ رسول ﷺ سے خبر:

آج کی "گلوبل دنیا" کے بارے میں بھی رسول اللہ ﷺ نے تلمیحاتی انداز میں ارشاد فرمایا، حدیث قدسی ہے رسول اللہ ﷺ روایت کرتے ہیں کہ:

ان اللہ تعالیٰ قال ابث العلم فی آخر الزمان حتی یعلمه الرجل والمراۃ والعبد والحر والصغیر والکبیر فاذا فعلت ذلک بھم آخذتھم بحقی علیھم(13)

"باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میں آخری زمانے میں علم کو گھر گھر خوب پھیلا دوں گا حتی کہ مردوں، عورتوں، غلاموں، چھوٹوں اور بڑوں سب تک پہنچ جائے گا۔ پس جب لوگوں کے ساتھ یہ معاملہ کرلوں گا تو پھر ان پر اپنے حق واجب کی بنا پر گرفت بھی کروں گا۔"

آج کی دنیا میں ***Time*** اور ***Space*** کس طرح باہم مل چکے ہیں۔ زمان و مکان کی دوریاں کس طرح سمٹ چکی ہیں۔ اس طرف اشارہ کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ روایت کرتے ہیں:

لا تقوم الساعة حتی یتقارب الزمان وتزوی الارض زیا۔(14)

"اس وقت تک قیامت بپا نہ ہوگی جب تک زمانے و وقت کی اکائیاں اور زمین کے فاصلے سمٹ کر ایک دوسرے کے قریب نہ آجائیں گے۔"

خلاصۂ کلام:

مسلمانوں کی علمی ترقی کی بنیاد قرآنی آیات اور نبوی ارشادات رہے ہیں۔ مسلمان ہر دَور میں اپنے اعمال و افعال کو قرآن کریم کے احکامات اور حضورِ اکرم ﷺ کی تعلیماتِ عالیہ سے مزین کرتے رہے ہیں۔ قرآن و سنت اور رسول اللہ ﷺ کی سیرت واُسوۂ حسنہ جہاں مسلمانوں کو ہر دَور میں راہِ راست سے بھٹکنے اور گمراہ ہونے سے بچاتے رہے ہیں، وہاں مسلمانوں کو کامیابی و کامرانی اور ترقی و ہدایت کی راہ پر گامزن بھی کرتے رہے ہیں۔ انسان کو اپنے عمل کی سرانجام دہی کے لیے ایک جذبہ، ایک راہنمائی اور ایک ہدایت درکار ہوتی ہے، جو اہل ایمان کو قرآن و سنت اور رسول اللہ ﷺ کی سیرت واُسوہ سے ہر دَور میں یہ میسر آتی رہی ہیں۔ آج عصری پکار یہ ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی سیرت کی طرف متوجہ ہوں اور آپ ﷺ کی سیرت و اسوۂ حسنہ سے قومی اور انفرادی سیرت کو تشکیل دیں۔ علم حاصل کریں اور علم کو فروغ دیں۔ تحقیق کا شوق پیدا کریں اور تحقیق و

ریسرچ کو عام کریں، اپنے وطن سے جہالت کا خاتمہ کریں، ہر طرف تعلیمی اداروں کے جال بچھائیں اور پرائمری سے لے کر اعلیٰ تعلیم کی سہولت دیہاتوں، چھوٹے قصبوں اور شہروں سے شروع کریں اور بڑے بڑے شہروں تک ان کو فروغ دیں اور حصولِ علم و فروغِ علم کی سہولتوں کو ہر کسی کے لیے عام کریں۔ یہی چودہ سو سال سے امتِ مسلمہ کا شعار رہا ہے اور یہی طرزِ عمل امت کے لیے باعثِ افتخار رہا ہے۔ اسی میں قوم کی زندگی ہے اور اسی میں قوم کی بقاء ہے۔ عصر حاضر میں چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ مطہرہ کے ان ہی روشن گوشوں اور شعار کو آج ہمیں اپنانا ہے اور اسی میں ہماری فلاح کا راز مضمر ہے۔

حوالہ جات

1. قرآن، النور، 54:24
2. قرآن، الاعراف، 157:7
3. بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول و سن ایامہ، حدیث نمبر، 1080، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان، 1975ء، ج6۔
4. قرآن، النساء، 174:4
5. بغدادی، علی بن محمد ابراہیم، تفسیر الخازن المسمی لباب التاویل فے معانی التنزیل، دار الکتب العلمیہ، 2009ء
6. قرآن، البقرہ، 151:2
7. **Lawrence Rosen, The culture of Islam, University of Chichago press, 2004, vol-11, p336**
8. **Marry Elmer Barnes, A History of Historical writings, University of Toronto Press, 1933**
9. نیشاپوری، ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم، المستدرک علی الصحیحین، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان، 1990ء
10. ترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی، سنن ترمذی، کتاب الفتن، حدیث نمبر 2181، دار السلام للنشر والتوزیع الریاض، 1999ء
11. بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول و سن ایامہ، کتاب بدء الخلق، حدیث نمبر 3030، دار الکتب العربی بیروت، 1425ھ
12. قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم؛ ترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی، سنن ترمذی، حنبل، امام احمد، مسند احمد بن حنبل۔
13. قشیری، مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح مسلم، دار الکتاب العرب بیروت، 2004ء
14. طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر، تحقیق الدکتور محمود الطحان، مکتبۃ المعارف ریاض، 1986ء